کوکب شہزاد

عدت اور چند مسائل

عدت کا مطلب ہے: گننا۔ قرآن مجید میں اس لفظ کا استعمال دو قسم کی خواتین کے لیے ہوا ہے۔ ایک مطلقہ[1] کے لیے اور دوسرا بیوہ[2] کے لیے۔ طلاق یافتہ خاتون کی عدت تین حیض بتائی گئی ہے اور بیوہ کی عدت چار مہینے اور دس دن مقرر کیے گئے ہیں، یعنی طلاق یافتہ خاتون تین حیض مکمل ہونے تک شادی نہیں کر سکتی اور بیوہ چار مہینے دس دن تک شادی نہیں کر سکتی۔

عدت کا صرف اور صرف مطلب یہ ہوتا ہے کہ مطلقہ اور بیوہ کا اگر حمل ہے تو وہ واضح ہو جائے اور اگر ان خواتین کے پیٹ میں بچہ ہے تو اس کی نسبت واضح طریقے سے معلوم ہو جائے۔

بیوہ کی عدت مطلقہ سے زیادہ اس لیے ہے کہ طلاق دینے کا طریقہ اسلام نے یہ بتایا ہے کہ خاتون جسے طلاق دینا مقصود ہو، اسے حیض کے گزرنے کے بعد جو پاکیزگی کے ان ایام میں طلاق دی جائے جن میں میاں بیوی کا ملاپ نہ ہوا ہو۔ جب کہ یہ واضح ہوتا ہے کہ ان عدت کے ایام میں حمل نہیں ہو سکتا، جب کہ بیوہ کے شوہر کا انتقال ہوتا ہے اور ان میں دنوں کی گنتی متعین نہیں ہوتی۔ چنانچہ حمل واضح کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے مدت کو بڑھا دیا ہے۔

مطلقہ کی عدت

سورۂ بقرہ میں آیت ہے:

۱۔ جسے طلاق دے دی گئی ہو۔

۲۔ جس کا شوہر فوت ہو چکا ہو۔

وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ.(۲:۲۲۸) ”اور جن عورتوں کو طلاق دی گئی ہو، وہ اپنے آپ کو تین حیض تک انتظار کرائیں۔“

جن عورتوں کو طلاق دی گئی ہو، وہ اپنے آپ کو شادی کرنے سے تین حیض تک روکے رکھیں تاکہ مطلقہ کے بارے میں پوری طرح واضح ہو جائے کہ اس کے پیٹ میں بچہ ہے۔ چاہے خاتون آئسہ مدخولہ ہو یا ایسی خاتون ہو جسے ابھی حیض نہ آیا ہو یا پھر حیض آنے بند ہو چکے ہوں۔ ہر طرح کی صورت حال میں اس عرصے میں حمل ہونے یا نہ ہونے کا امکان پوری طرح سے واضح ہو جاتا ہے۔ اور اگر حمل واضح ہو جائے تو پھر مطلقہ کی عدت وضع حمل ہو گی، یعنی بچے کی پیدایش تک عدت ہو گی، چاہے بچہ ایک مہینے کے بعد پیدا ہو یا طلاق ملنے کے نو مہینے کے بعد پیدا ہو۔ اصل مقصد وضع حمل ہے۔ بچے کی پیدایش کے بعد خاتون اپنے بارے میں فیصلہ لینے کے لیے آزاد ہے۔

لیکن اگر نکاح ہو گیا ہو اور میاں بیوی کا تعلق پیدا نہ ہوا ہو تو طلاق کی صورت میں کوئی عدت نہیں ہو گی، کیونکہ مطلقہ کے حمل کا کوئی امکان نہیں ہو گا، جس کے لیے عدت کی جائے۔

سورۂ احزاب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ.(۳۳:۴۹) ”ایمان والو، جب تم مسلمان عورتوں سے نکاح کرتے ہو۔“

عدت کے دوران میں اللہ تعالیٰ نے چند احکامات دیے ہیں، جن کا خیال میاں بیوی، دونوں کو رکھنا چاہیے۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے سورۂ طلاق میں بیان کیا ہے:

۱۔ مطلقہ کو عدت کے دوران میں اپنے شوہر کے گھر میں رہنا چاہیے اور شوہر کو بھی اپنی مطلقہ کو اپنے گھر میں رکھنے کا اہتمام کرنا چاہیے، شاید ان کے ایک دوسرے کے قریب رہنے سے اللہ تعالیٰ ان کے درمیان صلح کے امکانات پیدا کر دیں اور وہ پھر سے اکٹھے ہو جائیں۔ ایک ٹوٹتا ہوا گھر بچ جائے اور ان کے بچے دربدر کی ٹھوکریں کھانے سے بچ جائیں۔ ہمارے ہاں عام طور پر اس کے الٹ ہوتا ہے۔ جس خاتون کو طلاق ملتی ہے، وہ اب شوہر کے گھر میں ٹھیرنا اپنی خودداری اور انا کے منافی سمجھتی ہے اور اس کے گھر والے بھی اپنی بچی کو وہاں چھوڑنا پسند نہیں کرتے۔ اور شوہر تو پہلے ہی الزامات کا پلندہ اپنی مطلقہ پر لگا چکا ہوتا ہے، جس کی وجہ سے دونوں خیر و برکت سے محروم ہو چکے ہوتے ہیں۔

۲۔ شوہر کی ذمہ داری ہے کہ اگر اس کی بیوی اس کے گھر رہ کر عدت گزارنا چاہتی ہے تو وہ اس کی رہایش اور

نان و نفقے کا اپنی حیثیت کے مطابق انتظام کرے اور اس کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے دے۔

۳۔ مطلقہ کی سب سے اہم ذمہ داری ہے کہ ان تین مہینوں کے دوران میں اس پر اپنا حمل واضح ہو گیا ہے تو محض جان چھڑانے کے لیے اسے اپنے شوہر، یعنی بچے کے باپ اور سسرال والوں سے نہ چھپائے اور پوری صورت حال ان پر واضح کرے۔ سورۂ بقرہ میں ہے:

وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ؕ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ؕ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۠ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ. (۲: ۲۲۸)

”اور (یہ دوسری صورت پیدا ہو جائے تو) جن عورتوں کو طلاق دی گئی ہو، وہ اپنے آپ کو تین حیض تک انتظار کرائیں۔ اور اگر وہ اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہیں تو اُن کے لیے جائز نہیں ہے کہ جو کچھ اللہ نے اُن کے پیٹ میں پیدا کیا ہے، اُسے چھپائیں۔ اور اُن کے شوہر اگر معاملات کی اصلاح چاہیں تو اِس (عدت کے) دوران میں زیادہ حق دار ہیں کہ اُنھیں لوٹا لیں اور (یہ اِس لیے ہے کہ اِس میں تو شبہ نہیں کہ) اِن عورتوں کے لیے بھی اُسی طرح حقوق ہیں، جس طرح دستور کے مطابق اُن پر (شوہروں کے) حقوق ہیں، لیکن مردوں کے لیے (شوہر کی حیثیت سے) اُن پر ایک درجہ ترجیح کا ہے۔ (یہ اللہ کا حکم ہے) اور اللہ زبردست ہے، وہ بڑی حکمت والا ہے۔“

عدت گزارنے کے بعد خاتون آزاد ہے، وہ جہاں چاہے اپنی شادی کرے۔ سابقہ شوہر کو اس پر کسی قسم کا اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔

بیوہ کی عدت اور اس کے بارے میں غلط فہمیاں

جس خاتون کا میاں فوت ہو جائے، اسے بیوہ کہتے ہیں اور اس کی عدت اللہ تعالیٰ نے چار مہینے اور دس دن مقرر کی ہے۔ بعض اوقات لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ بیوہ کے شوہر کے مرنے کی وجہ سے عدت میں سوگ بہت

زیادہ ہوتا ہے، اس لیے اس کی مدت چار مہینے دس دن مقرر کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس حکم میں سوگ منانے کا عنصر نہیں، بلکہ طلاق کی عدت کم ہونے اور بیوہ کی عدت زیادہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے طلاق دینے کا یہ طریقہ بتایا کہ طلاق حیض ختم ہونے کے بعد پاکیزگی کے ان ایام میں دی جائے جن میں میاں بیوی کا تعلق قائم نہ ہوا ہو۔ اور اس کے بعد خاتون تین حیض تک شادی نہیں کرے گی۔ اور ان تین حیض کے عرصے میں اگر شوہر اسے نہیں روکتا تو وہ آزاد ہے۔ وہ جس سے چاہے، شادی کر سکتی ہے، جب کہ بیوہ کے مرنے کے لیے کوئی ضابطہ مقرر کرنا ممکن نہیں، اس لیے اس کی عدت کے دنوں کو بڑھا کر چار مہینے دس دن کر دیا گیا۔ شوہر کی وفات کے بعد اس کی بیوہ اگرچہ افسردہ ہوتی ہے، لیکن عدت کا افسردگی سے کوئی تعلق نہیں، بلکہ اس کا مطلب بھی حمل کا واضح ہونا ہے تاکہ بچے کی نسبت اپنے حقیقی والد سے ہو سکے۔ بچے کے خاندان، نسل اور وراثت کا صحیح تعین ہو سکے۔ اور چار مہینے دس دن تک وہ شادی نہیں کرے گی۔ عدت گزرنے کے بعد وہ آزاد ہے۔ وہ جہاں چاہے، شادی کرے اور شوہر کا خاندان اور اس کے میکے والے اس کی شادی کی مخالفت نہ کریں۔

بیوہ کی عدت کے دوران میں اس پر نام نہاد پابندیاں

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۚ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ. وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاۗءِ اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ۭ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ وَلٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ڛ وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ ۭ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ

”اور تم میں سے جو لوگ وفات پا جائیں اور اپنے پیچھے بیویاں چھوڑیں تو وہ بھی اپنے آپ کو چار مہینے دس دن انتظار کرائیں۔ پھر جب اُن کی عدت پوری ہو جائے تو اپنے حق میں دستور کے مطابق جو کچھ وہ کریں، اُس کا تم پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو، اللہ اُسے خوب جانتا ہے۔ اور تمھارے لیے اِس میں بھی کوئی گناہ نہیں جو تم اشارے کنایے میں نکاح کا پیغام اُن عورتوں کو دو یا اُس کو اپنے دل میں چھپائے رکھو۔ اللہ کو معلوم ہے کہ تم اُن سے یہ بات تو کرو گے ہی۔ سو کرو، لیکن (اِس میں) کوئی وعدہ اُن سے چھپ کر نہ کرنا۔

اللّٰہَ یَعۡلَمُ مَا فِیۡۤ اَنۡفُسِکُمۡ فَاحۡذَرُوۡہُ ۚ وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ حَلِیۡمٌ.

(البقرہ ۲: ۲۳۴-۲۳۵)

ہاں، دستور کے مطابق کوئی بات، البتہ کہہ سکتے ہو۔ اور نکاح کی گرہ اُس وقت تک نہ باندھو، جب تک قانون اپنی مدت پوری نہ کر لے۔ اور جان رکھو کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ تمھارے دلوں میں ہے، اِس لیے اُس سے ڈرو اور جان رکھو کہ اللہ بخشنے والا ہے، وہ بڑا بردبار ہے۔‘‘

ہمارے معاشرے میں بیوہ کی زندگی کو اجیرن کر دیا جاتا ہے۔

۱۔ بیوہ کو کہا جاتا ہے کہ اگر وہ عدت کے دوران میں گھر سے باہر قدم رکھے گی تو اس کے شوہر کو عذاب دیا جائے گا۔ یہ بالکل جاہلانہ بات ہے یہ بات وہی لوگ ہی کہہ سکتے ہیں جو قرآن مجید کی باتوں سے ناواقف ہوتے ہیں۔

۲۔ بیوہ کو بڑی سخت پابندیوں میں رہتے ہوئے کہا جاتا ہے کہ اگر وہ عدت کے دوران میں کسی بھی کام کے لیے گھر سے نکلی تو جب وہ اپنے شوہر کی قبر پر اس کے لیے دعا کرنے جائے گی تو اسے اپنے شوہر کی قبر دکھائی نہیں دے گی، جو کہ سراسر غلط بات ہے۔ اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ آج کل تو وفات کے بعد خاتون اگر ملازمت کرتی ہے تو اسے اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پالنے کے لیے اپنی ملازمت پر جانا انتہائی ضروری ہے اور بھی کئی formalities کو پورا کرنے لیے گھر سے نکلنا انتہائی ضروری ہوتا ہے۔ ہاں، ایک بات ضرور ہے کہ وہ حمل کے واضح ہونے سے پہلے کسی ایسی جگہ پر اکیلی نہ جائے جہاں اس کے بچے کی نسبت پر الزام لگایا جا سکے۔

ہمارے ایک بہت ہی قریبی عزیز وفات پا گئے تو ان کی بیوہ نہ صرف یہ کہ کسی کے سامنے نہیں آتی تھیں، بلکہ اگر بیرون ملک سے ان کے کسی عزیز کا تعزیت کرنے کے لیے فون آتا تو وہ اس سے فون پر بھی بات نہیں کرتی تھیں تاکہ کوئی غیر محرم ان کی آواز نہ سن لے۔ یہ بالکل غیر ضروری پابندیاں ہیں اور ان کا ہمارے دین سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اللہ اپنے لوگوں کے لیے آسانیاں چاہتا ہے، مشکلات نہیں۔ ہمارے ہاں عدت کی غیر ضروری پابندیوں کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہمارے بزرگ کافی عرصہ ہندوؤں کے ساتھ رہے۔ اور ان کے ہاں بیوہ کے ساتھ غیر انسانی سلوک کیا جاتا تھا۔

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ بیوہ کو منحوس سمجھا جاتا تھا۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ کسی لڑکی کی شادی کے موقع پر اگر کوئی بیوہ اس کو پیار کرنے لگتی ہے یا اس کے ہاتھوں پر مہندی لگانے کے لیے آگے

بڑھنے لگتی ہے تو اس کو روک دیا جاتا ہے۔

شوہر کی وفات کے فوراً بعد اس کی چوڑیوں کو جو اس نے پہنی ہوتی ہیں، فریضۂ منصبی سمجھتے ہوئے توڑ دیا جاتا تھا۔اس بے چاری پر پہلے ہی آفت ٹوٹ پڑی ہوتی ہے مزید لوگوں کی زیادتیاں اسے ہوش وحواس میں نہیں رہنے دیتیں۔

ہندوستان میں بیوہ تا عمر سفید ساڑھی پہننے پر مجبور ہوتی ہے اور ظلم کی انتہا یہ کہ کافی صدیوں تک بیوہ کے سر کے بال مونڈھ دیے جاتے تھے تاکہ وہ کسی کے دل کو نہ بھائے۔ اسے کھانے پینے کو اتنا کم اور سادہ دیا جاتا اور زمین پر الگ تھلگ کمرے میں چارپائی پر سلایا جاتا اور بہت عرصے تک، بلکہ بھارت کے بعض علاقوں میں اب بھی اسے شوہر کی چتا میں دلہن بنا کر ستی کر دیا جاتا ہے۔ یہ تو انگریزوں کی مہربانی ہے کہ انھوں بہت ساری بے ہودہ رسموں کو بھارت میں ختم کیا، لیکن ہم ابھی بھی ان کی بعض رسموں کو اپنے سینے سے لگائے بیٹھے ہیں۔ ہم میں سے بہت سارے مسلمانوں کو پتا نہیں کہ عدت کا مقصد کیا ہے، اندھادھند ہم دوسروں کی نقل میں بگ ٹٹ بھاگتے چلے جاتے ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی بیوہ خاتون اپنے سسرال میں عدت گزار رہی ہے تو اسے سسرال کے ماحول میں بننے سنورنے سے احتراز کرنا چاہیے، لیکن اس بات کا تعلق سسرال والوں کے جذبات کا احترام کرنا ہے۔ یہ بات عدت کے شرائط میں سے نہیں۔ عدت کا اصل مقصد، جیسا کہ ہم بار بار کہہ رہے ہیں، حمل کا واضح ہونا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ (۲: ۲۴۰) میں بیوہ کے حق میں بہت زبردست احکام دیے ہیں۔ اس بات کی وصیت ہر شوہر کو اپنی بیوی کے بارے میں دینی چاہیے۔ یہ وصیت اس میراث کے علاوہ ہے جو بیوی کو شوہر کی طرف سے ملتی ہے۔ ہمارا دین کتنا متوازن اور خوب صورت دین ہے۔ اس نے تو یہاں بیوہ کے حق میں کہا ہے کہ اگر بیوہ کی عدت کے دوران میں کوئی اسے شادی کا پیغام دینا چاہے تو اشارے کنایے میں پیغام دے سکتا ہے، لیکن ان کا نکاح تو عدت گزرنے کے بعد ہی ہوگا۔

کیا دنیا میں کوئی ایسا مذہب ہے جس کے ایک ایک حکم میں گہرا فلسفہ اور گہری منطق پائی جاتی ہو۔

اور اسی حکمت کے تحت اس نے مطلقہ اور بیوہ کی عدت مقرر کی ہے تاکہ حمل واضح ہو سکے، اس کے علاوہ عدت کی کوئی اور وجہ نہیں۔